عملی قواعدِ اردو

شکریہ

ہم محترم جناب عزت مآب!

ڈاکٹر محمد حسین مشاہد رضوی مدظلہ العالی

کے نہایت مشکور وممنون ہیں کہ انھوں نے یہ کتاب انٹرنیٹ پر پبلش کرنے کے لئے نفس اسلام ٹیم کو عنایت فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ انکے اس تعاون پر اجر کثیر عطا فرمائے اور قبلہ ڈاکٹر صاحب کے فیوض وبرکات ودرجات میں مزید اضافہ فرمائے۔

آمین یارب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بجاہ النبی الامین وصلی اللہ علیہ وسلم

دعائے مغفرت کی طلبگار ☆ نفس اسلام ٹیم ☆

www.nafseislam.com

دینی وعصری درس گاہوں کے اساتذہ وطلبہ کے لیے یکساں مفید رسالہ

عملی قواعدِ اُردو

مؤلف: ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

پبلشر

رحمانی پبلکیشنز

1032، انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلام پورہ،
مالیگاؤں، مہاراشٹر Mob:9890801886 . 9270704505

نام کتاب	:	عملی قواعدِ اردو
مؤلف	:	ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی (مالیگاؤں)
کمپوزنگ	:	ایس۔آر گرافکس، مالیگاؤں
صفحات	:	32
سنہ اشاعت	:	2011ء
تعداد	:	1000
طباعت	:	شارپ آفسیٹ پریس، مالیگاؤں
قیمت	:	-/15 روپے

پبلشر

رحمانی پبلکیشنز

1032، انصار روڈ، ڈاکٹر سراج احمد کے دواخانے کے سامنے، اسلام پورہ،
مالیگاؤں، مہاراشٹر Mob:9890801886 . 9270704505

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ گفتار

سرو شکشا ابھیان کے زیرِ اہتمام کئی برس سے پرائمری اساتذہ کے تربیتی ورکشاپ منعقد ہو رہے ہیں۔ جہاں مختلف اسکولوں کے اساتذۂ کرام حاضر ہو کر متعینہ موضوعات پر تبادلۂ خیالات کرتے ہیں اور نصابِ تعلیم و طریقۂ تعلیم میں ہونے والی تبدیلیوں سے متعلق تربیت لیتے ہیں۔ راقم بھی پیشۂ درس و تدریس سے منسلک ہے؛ ایسے تربیتی مراکز میں ٹریننگ لینے کی غرض سے بارہا حاضری ہوتی رہی ہے اسی دوران بعض اساتذۂ کرام عملی قواعدِ اردو کی بیش تر اصطلاحات کے بارے میں دریافت کرتے، راقم کو اگر ان کی تعریفوں سے آگاہی ہوتی تو اسی وقت بتا دیتا ورنہ کتبِ قواعد سے مدد لے کر بعد میں بتانے کی کوشش کرتا۔ میرے ذہن میں ایک مرتبہ یہ خیال آیا کہ کیوں نہ ان اصطلاحات کی تعریفوں اور مثالوں کو یک جا کر کے ایک بیاض میں لکھ لیا جائے۔ اس کام کے آغاز کے وقت ایسا محسوس ہوا کہ یہ چند صفحات ہی میں جمع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ پندرہ بیس صفحات پر پھیل گیا۔ چند احباب نے مشورہ دیا کہ اسے کتابی صورت میں شائع کر دیا جائے تاکہ اس سے ہر کوئی مستفیض ہو سکے۔ چناں چہ "عملی قواعدِ اردو" یہ کتاب حاضرِ خدمت ہے۔

استاذِ محترم عزت مآب عبدالرشید صدیقی صاحب کا راقم ممنون و متشکّر ہے کہ انھوں نے پیشِ نظر رسالہ پر نہ صرف یہ کہ نظرِ ثانی فرمائی بل کہ ممکنہ اصلاح سے مزین و آراستہ بھی کیا نیز اپنی گراں قدر رائے سے نوازا، اسی طرح پہلے ایڈیشن میں راہ پا گئی خامیوں کی علامہ محمد عبدالمبین نعمانی صاحب قبلہ ڈائریکٹر المجمع الاسلامی مبارک پور نے اصلاح فرمائی، حضرت قبلہ کے شکریے کے ساتھ اس ایڈیشن میں ان خامیوں کو دور کر دیا گیا ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ ربُّ العزت، رسولِ کونین ﷺ کے صدقہ و طفیل انھیں دونوں جہاں کی کام یابی نصیب فرمائے۔ (آمین)

کتاب کی ترتیب میں فرہنگِ ادبیات، فیروز اللغات، فرہنگِ عامرہ، قواعدِ اردو جیسی کتب ناچیز کے لیے رہ نما ثابت ہوئیں۔ اس رسالہ کی اشاعتِ ثانی رحمانی پبلی کیشنز کی طرف سے ہو رہی ہے میں محترم سلیم رحمانی صاحب کا شکر گزار ہوں۔ اہلِ علم و دانش سے التماس ہے کہ خامیوں کی نشاندہی کر کے حوصلہ افزائی فرمائیں۔

محمد حسین مُشاہدؔ رضوی، مالیگاؤں

۱۱؍ جولائی ۲۰۱۱ء

عملی قواعدِ اردو پر
پروفیسر ڈاکٹر شکیل الرحمان باباسائیں کا تاثراتی خط

۷۸۶

شکیل الرحمن 18/2/2011

پیارے بھائی محمد حسین مُشاہدؔ رضوی صاحب، خوش رہیے۔

آپ کی کتاب "عملی قواعدِ اردو" ملی، خط بھی ملا، شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے صحافت میں میرے مضمون کو پسند کیا یہ سن کر خوشی ہوئی۔ "عملی قواعدِ اردو" بہت عمدہ کتاب ہے، اسے مدرسوں اور اردو اسکولوں کے نصاب میں شامل ہونا چاہیے۔ کتاب پڑھ کر میرے علم میں بھی اضافہ ہوا جس کے لیے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

امید ہے آپ اچھے اور خوش ہوں گے۔

دعا گو

باباسائیں

عملی قواعدِ اردؤ نہایت کارآمد و مفید کتابچہ

عربی محاورہ ہے کہ زبان و بیان میں تازگی، چمک دمک اور صحت کے لیے گرامر و قواعد کی ضرورت ایسی ہی ہوتی ہے جیسے کھانے میں نمک کا لازمہ...... پکوان کتنا ہی لذیذ اور قیمتی بنا دیا جائے لیکن اگر اس میں نمک نہ ڈالا جائے تو وہ بالکل بے رغبت و بے مزہ ہو جاتا ہے۔ محمد حسین مُشاہدؔ رضوی پیشۂ تدریس سے وابستہ ہیں اور اکثر ان کے مضامین اسی موضوع کا احاطہ کرتے ہیں اس سے قبل ان کی کئی کتابیں اور ایک تحقیقی کتاب اردو کی دل چسپ اور غیر معروف صنعتیں نام سے بھی آچکی ہے۔ زبان کی لذت و شیرینی قائم رہے اس تناظر میں آپ کا مختصر لیکن نہایت کارآمد و مفید کتابچہ ''عملی قواعدِ اردؤ'' اہلِ علم اور خصوصاً طلبہ کے لیے نہایت مفید ہے جس میں تمام اصطلاحات کو نہایت مختصر مگر جامع طور پر ذہن نشین کرانے کی کوشش کی گئی ہے۔

وصیل خان، اردو ٹائمز، ممبئی۔

۳۰؍جنوری ۲۰۱۱ء اتوار

عملی قواعدِ اُردؤ

قواعد دراصل قاعدے کی جمع ہے۔ یعنی اُصول و ضابطے۔ کسی بھی زبان کے کچھ بنیادی اصول اور ضابطے ہوتے ہیں۔ انھیں عملی قواعد کہتے ہیں۔ ویسے زبان کی بنیادی ساخت یا بناوٹ کو بھی قواعد کہتے ہیں۔ اس رسالہ میں اردؤ کے عملی قواعد کی تعریفیں مع مثال پیش کی جارہی ہیں۔

زبان: مختلف آوازوں کے مجموعہ کو زبان کہتے ہیں۔

حرؤف: حرؤف دراصل حرف کی جمع ہے، ہم جو کچھ بولتے ہیں اسے لکھ بھی سکتے ہیں لکھنے کے لیے ان آوازوں کی جو شکلیں استعمال کی جاتی ہیں انھیں حرؤف کہتے ہیں۔ ا (الف)، ب (بے)، ج (جیم) وغیرہ حروف ہیں۔

حرؤفِ تہجی: زبان کی وہ بنیادی آوازیں جو زبان کی تحریر میں استعمال ہوتی ہیں۔ انھیں حرؤفِ تہجی کہتے ہیں۔ اردو میں پینتیس حرؤفِ تہجی ہیں۔

ا ب پ ت ٹ ث ج چ ح خ د ڈ ذ ر ڑ ز ژ س ش ص ض ط ظ ع غ ف ق ک گ ل م ن و ہ ی ے

حرؤفِ علّت: ا، و، ی، کسی لفظ کے درمیان یا آخر میں اس طرح آئیں کہ وہ زبر، زیر یا پیش کی آواز پیدا کریں اور وہ ساکن ہوں حرؤفِ علّت کہلاتے ہیں۔ حرؤفِ علّت کبھی بھی لفظ کے شروع میں نہیں آتے۔ مثلاً: درزی، دوات، خوف میں 'ی'، 'ا'، اور 'و' حرؤفِ علّت ہیں۔ ان الفاظ میں 'دوات' کا 'واؤ' حرفِ علّت نہیں۔

حرؤفِ صحیح: 'ا'، 'و'، اور 'ی' کے علاوہ تمام حرؤف، حرؤفِ صحیح ہیں جب کہ ا۔ و۔ ی، بھی جب کسی لفظ میں متحرک ہوں گے تو حرؤفِ صحیح کہلائیں گے۔ مثلاً: درزی میں 'درز' حرؤفِ صحیح اور 'ی' علّت، دوات میں 'دوت' حرؤفِ صحیح اور 'ا' علّت ہے۔

حرُوفِ استثنا: وہ حرُوف جو ایک چیز کو دوسری چیز سے جدا کریں حرُوفِ استثنا کہلاتے ہیں۔

مثلاً: جز، سوا، مگر، ماسوا وغیرہ۔

حرُوفِ استدراک: وہ حرُوف جو پہلے جملے کے شبہ کو دور کریں۔ مثلاً: البتہ، لیکن، بل کہ وغیرہ۔

حرُوفِ استفہام: وہ حروف جو سوال کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً: کیا، کب وغیرہ۔

حرُوفِ تاکید: وہ حرُوف جو کلام پر زور دینے کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً: ضرور، ہرگز وغیرہ۔

حرُوفِ تردید: وہ حرُوف جو کسی بات کو رد کرنے کے لیے استعمال ہوں۔

مثلاً: چاہے، خواہ، نہ نہ وغیرہ۔

حروفِ تشبیہ: وہ حرُوف جو ایک چیز سے دوسری چیز کی مانند ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوں۔

مثلاً: ایسا، ویسا، جیسا وغیرہ۔

حرُوفِ جار/ ربط: وہ حرُوف جو دو اسموں کو ملانے کے لیے استعمال ہوں۔

مثلاً: پر، میں، تک وغیرہ۔

حرُوفِ ساکن: وہ حرُوف جن پر زبر، زیر، پیش یا جزم نہ ہوں حرُوفِ ساکن کہلاتے ہیں۔

حرُوفِ متحرک: وہ حرُوف جن پر زبر، زیر یا پیش ہوں حرُوفِ متحرک کہلاتے ہیں۔

حرُوفِ شرط: وہ حرُوف جو کسی کام کو دوسرے کام پر موقوف کرنے کے لیے استعمال ہوں۔

مثلاً: اگر، جب، جو، ہر چند وغیرہ۔

حرُوفِ عطف: وہ حرُوف جو دو کلموں یا جملوں کو باہم ملائیں۔ مثلاً: اور، پھر وغیرہ۔

حرُوفِ ندا: وہ حرُوف جو کسی کو بلانے کے لیے استعمال ہوں۔ مثلاً: اے، یا، او، وغیرہ۔

حرُوفِ ندبہ: وہ حرُوف جو افسوس ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوں۔

مثلاً: ہائے، آہ، حیف وغیرہ۔

حرُوفِ نفی: وہ حرُوف جن میں انکار پایا جائے۔ مثلاً: نہ، نہیں وغیرہ۔

حرُوفِ شمسی: وہ حرُوف جن سے پہلے الف اور لام لکھا جائے مگر بولنے میں نہ آئے۔

مثلاً: والشمس میں 'ش' اور عبدالرحیم میں 'ر'۔ 'ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ن' حرُوفِ شمسی ہیں۔

حرُوفِ قمری: وہ حرُوف جن سے پہلے الف اور لام بولنے میں آئے۔

مثلاً: والقمر میں 'ق' اور عبدالکریم میں 'ک'۔ 'ا ب ج ح خ چ ع غ ف ق ک ل م و ہ ی' حرُوفِ قمری ہیں۔

حرُوفِ معجمہ/ منقوطہ: وہ حرُوف جن پر ایک یا زیادہ نقطے ہوں۔

مثلاً: ب پ ت ث ج چ خ ذ ز ژ ش ض ظ غ ف ق ن۔

حرُوفِ مہملہ/ غیر منقوطہ: وہ حرُوف جن پر کوئی نقطہ نہ ہوں۔

مثلاً: ا ٹ ح د ڈ ر ڑ س ص ط ع ل م و ہ ی ے۔

حرُوفِ فوقانی: وہ حرُوف جن کے اوپر نقطے لگائے جاتے ہیں۔

مثلاً: ت ث خ ذ ز ژ ش ض ظ غ ف ق ن۔

حرُوفِ تحتانی: وہ حرُوف جن کے نیچے نقطے لگائے جاتے ہیں۔ مثلاً: ب پ ج چ

حرُوفِ م□یرہ: وہ حرُوف جو اپنے ساتھ آنے والے الفاظ میں تبدیلی کردیں اور وہ جمع کی طرح لکھے جانے کے باوجود واحد کے معنی دیں۔

مثلاً: 'لڑکا نے' میں 'ا' کی جگہ 'ے'۔ لڑکے نے'۔ 'پردہ سے' میں 'ہ' کی جگہ 'ے'۔ 'پردے میں' وغیرہ۔

حرُوفِ ضمیر: اسم کی جگہ استعمال ہونے والے حرُوف۔ مثلاً: میں، ہم، تم، وہ، یہ وغیرہ۔

حرُوفِ مکتوبی: وہ حرُوف جو لکھے تو جائیں لیکن پڑھنے میں ان کا تلفظ نہ ادا ہو۔

مثلاً: بالکل اور خواب میں 'الف' اور 'واؤ' وغیرہ۔

حرُوفِ ملفوظی: وہ حرُوف جو لکھنے میں نہ آئیں لیکن پڑھنے میں انکا تلفظ ادا ہو۔ الفِ ممدودہ، تشدید اور ہمزہ والے حرُوف اس کی مثالیں ہیں۔

حرُوفِ اضافت: مضاف الیہ کے بعد اور مضاف سے پہلے آنے والے حرُوف "کا، کی، کے"

حرفِ بیانیہ: لفظ "کہ" جو کسی جملے میں وضاحت یا تفصیل بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔ اس کو کافِ بیانیہ بھی کہتے ہیں۔ مثلاً: اس نے کہا کہ میں نے خط لکھا۔

حرفِ جزا: لفظ "تو" جو جملۂ شرطیہ کے بعد آ کر ایک مرکب بناتا ہے۔

مثلاً: دیکھیے جملۂ شرطیہ "جو اس شور سے میرؔ روتا رہے گا"، کے بعد جزا "تو ہم سایہ کاہے کو سوتا رہے گا"۔ اردو میں حصۂ جزا شرط کے بعد آتا ہے۔ ایک مثال اور دیکھیے "اگر اسی طرح موسلا دھار بارش ہوتی رہی تو فصل خراب ہو جائے گی" وغیرہ۔

الفِ اصلی: وہ الف جو تلفظ میں آتا ہے الفِ اصلی کہلاتا ہے، اسے بغیر مد والا الف بھی کہتے ہیں۔

مثلاً: اَحمد، اِسماعیل، اِن، اَب کے پہلے حروف کی آوازیں الفِ اصلی ہیں۔

الفِ مقصورہ: مصطفیٰ، مرتضیٰ، موسیٰ، عیسیٰ، مُصفّیٰ، مُزکیٰ، اعلیٰ، ادنیٰ، لیلیٰ، ان الفاظ میں حرف 'ا' کو 'یٰ' کے طور پر لکھا جاتا ہے، انھیں اس طرح پڑھا جاتا ہے: مصطفا، مرتضا، موسا، عیسا، مصفا، مزکا، 'یٰ' کے اوپر دیے جانے والے کھڑے نشان (الف) کو الفِ مقصورہ کہتے ہیں۔ الفِ مقصورہ صرف 'ی' پر ہی نہیں لکھا جاتا بل کہ دیگر حروف پر بھی لکھا جاتا ہے۔ مثلاً: عبدالرحمٰن میں 'م' کے اوپر، لہٰذا میں 'ہ' کے اوپر۔

الفِ ممدودہ: الفِ اصلی کے بعد الف کی ایک اور آواز پیدا کرنے والا الف جسے الف پر مد (~) لگا کر ظاہر کیا جاتا ہے، اسے مد والا الف بھی کہتے ہیں۔ جیسے: (آ)

واوِ معرُوف: جو واو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے واوِ معرُوف کہلاتا ہے۔

مثلاً: ڈاکُو، نُور، دُور، طُور وغیرہ۔

واوِ مجہُول: جو واو کھینچ کر نہیں پڑھا جاتا واوِ مجہُول کہلاتا ہے۔ مثلاً: دھوکا، بول، کرو، چھوڑو وغیرہ۔

واوِ معدُولہ: جو واو صرف لکھنے میں آتا ہے مگر اس کا تلفظ ادا نہیں کیا جاتا واوِ معدُولہ کہلاتا ہے۔

مثلاً: خوش، خورد، خواب، خواہش وغیرہ۔

واوِ عطف: دو لفظوں کو جوڑنے والے واو کو واوِ عطف کہتے ہیں۔ مثلاً: نُور و نار، صبح و شام وغیرہ،

اس واو کو پہلے لفظ سے ملا کر بولتے ہیں۔ مثلاً: کتابُ و قلم۔ کتاب و قلم بولنا غلط ہے۔

واوِ لین: واو جو زبر کے بعد آئے واوِ لین کہلاتا ہے۔

مثلاً: اَوْر، غَوْر، زَوْج، طَوْر وغیرہ۔ (واوِ لین پر علامت "ْ" لگاتے ہیں)

یائے معرُوف: چھوٹی "ی" جو کھینچ کر پڑھی جاتی ہے یائے معرُوف کہلاتی ہے۔

مثلاً: کھیِر، ہیِر، عزیِز، غریِب، تمیِز وغیرہ۔

یائے مجہُول: بڑی "ے" جو کھینچ کر نہیں پڑھی جاتی یائے مجہُول کہلاتی ہے۔

مثلاً: اَجیر، شیر، دیر وغیرہ۔

یائے معدُولہ: وہ یا جو اپنے پہلے حرف میں ضم ہو جائے یائے معدُولہ کہلاتی ہے۔

مثلاً: پیارا، نیارا، کیاری، بیوپاری وغیرہ۔ (یائے معدُولہ پر علامت "ٔ" لگاتے ہیں)

یائے لین: یا جو زبر کے بعد آتی ہے یائے لین کہلاتی ہے۔

مثلاً: بَیْر، بَیْر، غَیْر، اَیْر غَیْر، اَیْرا کی وغیرہ۔ (یائے لین پر علامت "ْ" لگاتے ہیں)

دو چشمی ھ: اردو میں ب پ ت ٹ وغیرہ حرُوف کے ساتھ دو چشمی ھ ملا کر ہندی کی آوازیں بھ پھ تھ ٹھ وغیرہ بنائی جاتی ہیں۔ 'ھ' میں کوئی الگ حرف نہیں ہے اس لیے "ھندی، ھما، ھوا" جیسے لفظوں کو "ہندی، ہما، ہوا" لکھنا چاہیے۔ بہت سے لفظوں میں دو چشمی ھ لکھنے سے معنی بدل سکتے ہیں۔

مثلاً: پہن۔ پھن، گہر۔ گھر، دہن۔ دھن وغیرہ۔ اس کو ہائے ملفوظی بھی کہتے ہیں۔

ہائے مختفی: عربی فارسی الفاظ کے آخر میں آنے والی 'ہ' جو مختصر زبر کی آواز کی طرح ادا کی جاتی ہے۔

مثلاً: خدیجہ، سلیمہ، تسلیمہ، سُمیہ، شگفتہ، پردہ، اشارہ وغیرہ۔

ہائے ملفوظی: وہ 'ہ' جو لکھی بھی جاتی ہے اور پڑھی بھی جاتی ہے۔ مثلاً: بہشت، بہن، ہستی وغیرہ۔

نُون غنّہ: ماں، وہاں، نہیں، کیوں، جہاں ان لفظوں کی آخری آواز ناک سے نکلتی ہے ایسی آواز کو "نُون غنّہ" کہتے ہیں۔ اور اسے بغیر نقطے کے اس طرح لکھتے ہیں: 'ں'۔ اگر یہ آواز لفظ کے بیچ میں آئے تو نُون کا نقطہ ظاہر کیا جاتا ہے۔

مثلاً: اونٹ، بانٹ، مونڈھا، پھنسا وغیرہ۔ نُون غنّہ کو ظاہر کرنے کے لیے یہ علامت (ˇ) لگاتے ہیں۔

نُون وصلی: سَنگ، رنج، پنس اِن الفاظ میں نون کی آواز اس کے بعد آنے والے حرف کی آواز سے مل کر علاحدہ آواز بن جاتی ہے، اسے نُونِ وصلی کہتے ہیں۔ اس پر یہ علامت (ˆ) لگاتے ہیں۔

ہمزہ کا استعمال: اردو حروفِ تہجی میں ہمزہ (ء) بہت سے لفظوں میں الف (ا) کی مخصوص آواز ظاہر کرنے والی علامت ہے۔ مثلاً: گئے، ہوئے، نئے وغیرہ۔

جیے کو 'جئے یا جیئے' اور لکھیے کو 'لکھئے یا لکھیئے' لکھنا غلط ہے۔ ایسے لفظوں میں ہمزہ کی بجائے ''یے'' کا استعمال کرنا چاہیے۔ البتہ لائیے، کھائیے، دکھائیے وغیرہ لفظوں میں ہمزہ اور یے دونوں لکھے جاتے ہیں اس لیے کہ یہ مصدر لانا، کھانا، دکھانا سے بنے ہیں اسی طرح لائے، کھائے، دکھائے/ لاؤ، کھاؤ، دکھاؤ وغیرہ حالتِ مصدری والے الفاظ میں ''یائے'' اور ''واؤ'' پر ہمزہ رہے گا۔ لیکن چائے، سوائے، گائے، سرائے، بجائے/ دباؤ (ہوا کا دباؤ)، ناؤ، پاؤ (کھانے کی شے)، راؤ، جماؤ (برف کا جماؤ) وغیرہ الفاظ جو کہ مصدر سے نہیں ہیں ان پر ہمزہ نہیں رہے گا (اگر مصدر بجانا/ دبانا/ پانا/ جمانا وغیرہ سے بجائے، بجاؤ/ دبائے، دباؤ/ پائے، پاؤ/ جمائے، جماؤ لکھیں گے تو ہمزہ رہے گا)۔ لئے، دئے، کٹے، شئے، بُئے جیسے لفظوں پر ہمزہ نہیں لگانا چاہیے۔ نیز دو الفاظ کو باہم ملانے والی ''یائے'' پر ہمزہ نہیں رہے گا۔

مثلاً: بوئے دل، جستجوئے خدا/ برائے نام، عطائے عام/ مفتیِ اعظم، زندگیِ نو وغیرہ۔

نمائش، آرائش، زیبائش وغیرہ میں ہمزہ نہیں رہے گا، جب کہ لائق، فائق، شائق/ دائم، قائم، صائم/ شائع، ضائع، مائع/ نائب، غائب، صائب وغیرہ پر ہمزہ رہے گا۔ اسی طرح انگریزی کے الفاظ ''ٹائپ، گائیڈ، سائنس، رائس وغیرہ کو اردو رسم الخط میں لکھیں گے تو ہمزہ لکھا جائے گا۔

اِعراب: حرُوف کی حرکات وسکنات ظاہر کرنے والی علامتوں کو اعراب کہتے ہیں۔ اردو میں ان کی تعداد دس ہے۔

(۱) زَبَر (َ) اسے فتحہ بھی کہتے ہیں، یہ حرُوف کے اوپر آدھے الف کی آواز ظاہر کرنے والی علامت۔

(۲) زیر (ِ) اسے کسرہ بھی کہتے ہیں، یہ حرُوف کے نیچے ایک مختصر مجہُول اور معرُوف آواز ظاہر کرنے والی علامت ہے۔

(۳) پیش (ُ) اسے ضَمّہ بھی کہتے ہیں، یہ حرُوف کے اوپر نصف واو ظاہر کرنے والی علامت ہے۔

(۴) جزم (ْ) یہ حرُوف کے اوپر ساکن حرف پر لگائی جانے والی علامت ہے۔

(۵) تشدید (ّ) یہ حرُوف کی تکرار کو ظاہر کرنے والی علامت ہے۔

(۶) ہمزہ (ء) بعض الفاظ میں دو آوازوں کو ملانے والی علامت ہے۔ مثلاً: نالۂ گل، ہمزہ کی چار شکلیں ہیں۔ ایک خود ہمزہ (ء)، دوسری 'الف' تیسری 'واؤ' اور چوتھی 'ی'۔ مثلاً: انا ر میں 'ن' کے بعد آنے والا الفِ علّت، خودی میں 'خ' کے بعد آنے والا واوِ علّت اور مفتیِ اعظم میں 'ت' کے بعد آنے والی ی؛ ہمزہ ہی کی شکلیں ہیں۔

(۷) تنوین (ً ٍ ٌ) کسی لفظ کے آخری حرف پر دو زیر، دو زبر اور دو پیش بڑھا کر لکھیں، ہماری اردو زبان میں صرف دو زبر (ً) کی تنوین مستعمل ہے جو 'اَن' کی آواز ہے، جو الف پر دو زبر لگانے سے پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً: فوراً، قریباً، مجازاً، شکایتاً وغیرہ۔

(۸) مد (آ) اردو میں دو الف کی مجموعی آواز کے لیے الف پر یہ (آ) علامت لگائی جاتی ہے۔

(۹) اُلٹا جزم (ˇ) یائے معدولہ اور نون غنہ کی نشاندہی کرنے والی علامت۔

مثلاً: پیالہ، پیارا، اونٹ، چونچ وغیرہ۔

(۱۰) یائے لین یا واو لین کی آوازیں ظاہر کرنے کے لیے استعمال کی جانے والی علامت (ˆ)۔

مثلاً: غیر، غور وغیرہ۔

رموز اوقاف: وقفہ کے معنی ٹھہراو کے ہیں۔ وقفہ کی جمع اوقاف ہے۔ ہم بولتے وقت جگہ جگہ رکتے ہیں اور اس کے لحاظ سے آواز میں اُتار چڑھاو لاتے ہیں۔ اس کی وجہ سے ہماری باتیں سننے والے کی سمجھ میں آتی ہیں۔ پڑھتے وقت بھی معلوم ہونا چاہیے کہ جملہ کہاں ختم ہوا؟ سوال کہاں ہے؟

التجا کون سی ہے؟ جملے میں کہاں اور کتنی دیر ٹھہرنا ہے؟ اسے سمجھنے کے لیے بعض علامتیں استعمال کی جاتی ہیں۔ انھیں علاماتِ اوقاف کہتے ہیں۔ اردو میں دس علاماتِ اوقاف مستعمل ہیں۔

(۱) ختمہ (۔): جملہ پورا ہونے پر آخر میں لگائی جانے والی علامت (۔) کو ختمہ کہتے ہیں۔

مثلاً: ماں کے پیروں تلے جنت ہے۔

(۲) سکتہ (،): جملے میں تھوڑا ٹھہرنے کے لیے لگائی جانے والی علامت (،) کو سکتہ کہتے ہیں۔

مثلاً: سارا سے کہو، جلدی سے کھانا لگائے۔

(۳) وقفہ (؛): جملے میں سکتے سے کسی قدر طویل ٹھہراو کے لیے لگائی جانے والی علامت (؛) کو وقفہ کہتے ہیں۔

مثلاً: ڈاکٹر نے میری نبض دیکھی؛ اسٹیتھسکوپ لگا کر میرے سینے اور پیٹھ کا معاینہ کیا؛ بلڈ پریشر دیکھا؛ مجھ سے بیماری کی تفصیل پوچھی؛ اس کے بعد مجھ سے نہیں بھائی سے کہا۔

(۴) رابطہ (:): مفصل ہم خیال جملوں کو مختصر ہم خیال جملے سے جوڑنے کے لیے لگائی جانے والی علامت (:) کو رابطہ کہتے ہیں۔

مثلاً: اس ساز پر، جب وہ نیا تھا، جگہ جگہ لوہے کی نکل چڑھی ہوئی کیلیں چمکتی تھیں اور جہاں جہاں پیتل کا کام تھا وہ سونے کی طرح دمکتا تھا: اس لحاظ سے بھی نئے قانون کا درخشاں و تاباں ہونا ضروری تھا۔

(۵) تفصیلیہ (:-): تفصیل بیان کرنے کیلئے لگائی جانے والی علامت (:-) کو تفصیلیہ کہتے ہیں۔ اسے وقفِ شارح اور وقفِ توضیحی بھی کہتے ہیں۔

مثلاً: برسات کے یہی دن تھے:- یوں ہی کھڑکی کے باہر جب اس نے دیکھا تو پیپل کے پتے اسی طرح نہار رہے تھے، ہوا میں سرسراہٹیں اور پھڑپھڑاہٹیں گھلی ہوئی تھیں، اندھیرا تھا لیکن اس میں دبی دبی دھندلی سی روشنی سمائی ہوئی تھی۔

(۶) سوالیہ (؟): جملے میں سوالیہ اظہار کے لیے لگائی جانے والی علامت (؟) کو سوالیہ کہتے ہیں۔

مثلاً: امام احمد رضا کی ولادت کب ہوئی؟

(۷) فجائیہ (!): تعجب، حیرت، افسوس، خوشی اور تخاطب کے لیے لگائی جانے والی علامت (!) کو فجائیہ کہتے ہیں۔ مثلاً: واہ! تاج محل کتنا خوبصورت ہے۔ حضرات! آپ نے سنا؟

(۸) قوسین ( ): اصل جملے کے بیچ میں آنے والے بہ ظاہر غیر متعلق جملے کو لکھنے کے لیے لگائی جانے والی علامت ( ) کو قوسین کہتے ہیں۔

مثلاً: مخالف ٹیم کا لمبا تڑنگا بالر (خدا جھوٹ نہ بُلوائے) پورے ایک فرلانگ سے دوڑتا ہوا آیا۔

(۹) خط (ـــــ): اصل جملے کے بیچ میں بہ ظاہر غیر متعلق جملے لکھنے کے لیے یا بیان کی شدت کو ظاہر کرنے کے لیے لگائی جانے والی علامت (ـــــ) کو خط کہتے ہیں۔

مثلاً: ''جذبات کا ایک سیلاب ہے جو امنڈ اچلا آرہا ہے ـــــ تھمائے نہیں تھمتا ـــــ سب کی نگاہیں ایک ہستی کی طرف لگی ہوئی ہیں ـــــ اپنی اپنی بساط کے مطابق سب جلوے سمیٹ رہے ہیں ـــــ فکر و خیال کی جھولیاں بھر رہے ہیں ـــــ دنیائے جدید کی تاریک فضاؤں میں نور بکھیر رہے ہیں ـــــ دل گرما رہے ہیں ـــــ رُوح جگا رہے ہیں ـــــ قدم قدم روش روش گل کھلا رہے ہیں ـــــ'' (جانِ جاناں، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد علیہ الرحمۃ)

(۱۰) واوین: کسی شخص کی کہی ہوئی بات کو اسی کے لفظوں میں لکھیں تو پوری بات کے شروع اور آخر میں لگائی جانے والی علامت (" ") کو واوین کہتے ہیں۔

مثلاً: "سب سے پہلے تو یہ خوش خبری احراز کو سنائی ہے۔" پھر وہ قدرے متفکر ہو کر بولیں۔ "پہلے تو ہر دوسرے دن فون کرتا تھا۔ خدا خیر کرے، اس بار ہفتے سے اوپر ہو رہا ہے۔"

اضافت: ایک فقرے کا دوسرے فقرے سے تعلق جو فارسی اور عربی میں مضاف کے نیچے زیر لگانے اور اردو میں مضاف الیہ کے آگے ''کا، کی، کے'' لگانے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: میمونہ کی کتاب، تسنیم کا بستہ۔

حرُوفِ اضافت: مضاف الیہ کے بعد اور مضاف سے پہلے آنے والے حروف ''کا، کی، کے'' کو حرُوفِ اضافت کہتے ہیں۔

مثلاً: ،،سب سے پہلے تو یہ خوش خبری احراز کو سنانی ہے۔'' پھر وہ قدرے متفکر ہو کر بولیں۔ ،،پہلے تو ہر دوسرے دن فون کرتا تھا۔ خدا خیر کرے، اس بار ہفتے سے اوپر ہو رہا ہے۔''

اضافت: ایک فقرے کا دوسرے فقرے سے تعلق جو فارسی اور عربی میں مضاف کے نیچے زیر لگانے اور اردو میں مضاف الیہ کے آگے'' کا، کی، کے'' لگانے سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً: میمونہ کی کتاب، تسنیم کا بستہ۔

حرفِ اضافت: مضاف الیہ کے بعد اور مضاف سے پہلے آنے والے حروف '' کا، کی، کے'' کو حرفِ اضافت کہتے ہیں۔

مضاف الیہ: حرفِ اضافت '' کا، کی، کے'' سے پہلے آنے والے اسم کو مضاف الیہ کہتے ہیں۔

مثلاً: میمونہ کی کتاب اور تسنیم کا بستہ میں میمونہ اور تسنیم۔

مضاف: حرفِ اضافت کے بعد آنے والے لفظ کو مضاف کہتے ہیں۔

مثلاً: میمونہ کی کتاب اور تسنیم کا بستہ میں کتاب اور بستہ۔

اضافی ترکیب: مضاف الیہ، حرفِ اضافت اور مضاف سے مل کر بننے والے فقرے کو اضافی ترکیب کہتے ہیں۔ مثلاً: میمونہ کی کتاب، تسنیم کا بستہ وغیرہ۔

مرکب: دو لفظوں سے مل کر بنا ہوا لفظ 'مرکب' کہلاتا ہے۔

مثلاً: فن کار، خرید و فروخت، احسان مند، راہ گیر، خدمت گزار، جان پہچان، خوب صورت وغیرہ۔

مرکب لفظ بنانے کے کئی طریقے ہیں۔ کبھی کبھی دو اسموں کو ملا کر مرکب بنایا جاتا ہے۔

مثلاً: جان پہچان، بیل گاڑی، تاج محل، کتب خانہ وغیرہ۔

سابقہ: وہ جز جسے کسی لفظ کے شروع میں اضافہ کر کے نئے با معنی الفاظ بنائے جاتے ہیں اسے سابقہ کہتے ہیں۔ مثلاً: با: باعزت، باعظمت – نیک: نیک بخت، نیک نیت وغیرہ۔

لاحقہ: وہ جز جسے کسی لفظ کے آخر میں اضافہ کر کے با معنی الفاظ بنائے جاتے ہیں اسے لاحقہ کہتے

ہیں۔ مثلاً: دان: گل دان، پان دان – طلب: آرام طلب، خیر طلب وغیرہ۔

الفاظ کا مجموعہ: بہت سارے الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو پورے پورے فقرے یا جملے کا معنی صرف ایک لفظ میں بیان کر دیتے ہیں۔ انھیں الفاظ کا مجموعہ کہتے ہیں۔

مثلاً: اذان دینے والا: مؤذن، قرآن زبانی یاد کرنیوالا: حافظ، عزت دینے والا: معزِز، جس کی عزت کی جائے: معزَّز، درس دینے والا: مدرس وغیرہ۔

محاورہ: ہر زبان میں الفاظ کے کچھ ایسے مجموعے ہوتے ہیں جن کے لفظی معنی تو کچھ اور ہوتے ہیں لیکن انھیں خاص مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے الفاظ کے ایسے مجموعے ''محاورے'' کہلاتے ہیں۔ مثلاً: ایک مصدر ہے 'اُتارنا' جس کے معنی ہے کسی چیز کو اوپر سے نیچے لانا، سر سے بوجھ اُتارنا، گھوڑے پر سے سوار اُتارنا۔

ان جملوں میں '' اُتارنا'' حقیقی معنوں میں استعمال ہوا ہے لیکن اگر ہم کہیں تصویر اُتارنا، نقل اُتارنا، دل میں اُتارنا، تو یہ سب محاورے کہلائیں۔ کیوں کہ ان مثالوں میں مصدر ''اُتارنا'' لفظی معنوں میں نہیں بل کہ مجازی معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ بہ طورِ مثال چند محاورے پڑھیں: جان میں جان آنا، خاک اُڑانا، آپے سے باہر ہونا، آگ بگولہ ہونا، قدموں پر لوٹنا، چہرے پر ہوائیاں اُڑنا وغیرہ۔

اضافتِ استعارہ: جب استعارہ تخیلہ، استعارہ بالکنایہ کی طرف مضاف ہوتا تو اس اضافت کو اضافتِ استعارہ کہتے ہیں۔ مثلاً: پائے فکر، دل کا ہیرا وغیرہ۔

اضافتِ بیانی: مادہ اور مصنوع کا تعلق، جس سے کوئی چیز بنی ہو وہ مضاف الیہ ہو اور جو چیز بنی ہو وہ مضاف ہو۔ مثلاً: سونے کا ہار، مٹی کا کھلونا وغیرہ۔

اضافتِ تشبیہی: مشبہ اور مشبہ بہ کا تعلق، اسمیں مشبہ مضاف الیہ اور مشبہ بہ مضاف ہوتا ہے۔

مثلاً: شیر کا سا طاقتور وغیرہ۔

اضافتِ تخصیصی: وہ تعلق جس سے مضاف کا مضاف الیہ کے لیے خاص ہونا ظاہر ہو۔

مثلاً: سعود کا ہاتھ، دلّی کا ٹھگ، میرا کام وغیرہ۔

اضافتِ تملیکی: وہ تعلق جس سے مضاف اور مضاف الیہ کی ملکیت ہونا ظاہر ہو۔

مثلاً: حسان کی کتاب، سعد کا گھر، حسنین کی گائے وغیرہ۔

اضافتِ توصیفی: وہ تعلق جو صفت اور موصوف کے درمیان پایا جائے اس میں مضاف، موصوف اور مضاف الیہ صفت ہوتا ہے۔ مثلاً: قیامت کی گرمی وغیرہ۔

اضافتِ توضیحی: وہ تعلق جس میں مضاف الیہ مضاف کی وضاحت کرے۔

مثلاً: عہد کے بعد، ملتان کا شہر وغیرہ۔

اضافتِ ظرفی: ظرف اور مظروف کے درمیان تعلق، اس میں مضاف مظروف اور مضاف الیہ ظرف ہوتا ہے۔ مثلاً: چشمے کا پانی، صندوق کے کپڑے وغیرہ۔

اضافتِ جزوی: وہ تعلق جس سے کسی کل کے جز کی تخصیص ظاہر ہو، جس میں مضاف جز اور مضاف الیہ کل ہوتا ہے۔ مثلاً: پہاڑ کی چوٹی، کتاب کا ورق وغیرہ۔

اضافتِ سببی: وہ تعلق جس سے مضاف الیہ کا سبب ظاہر ہو۔

مثلاً: رات بھر کا جاگا ہوا آدمی وغیرہ۔

اضافتِ عددی: وہ تعلق جس سے مضاف الیہ کی عمر، قیمت یا تعداد وغیرہ ظاہر ہو۔

مثلاً: آٹھ برس کا لڑکا دس روپے کی بیاض وغیرہ۔

اضافتِ عملی: وہ تعلق جس سے مضاف الیہ کے استعمال کا اظہار ہو۔

مثلاً: پینے کا پانی، لکھنے کی تختی وغیرہ۔

اضافتِ کلی: وہ تعلق جس سے کل یا مبالغہ ظاہر ہو، یہ اضافی ترکیب مضاف الیہ کی تکرار سے بنتی ہے۔ مثلاً: گاوں کا گاوں، پرے کے پرے لوگ وغیرہ۔

اضافتِ مآخذی: وہ تعلق جس میں مضاف الیہ کا مآخذ ہونا ظاہر ہو۔

مثلاً: گلاب کی خوش بو، تل کا تیل، گدڑی کا لعل وغیرہ۔

اضافتِ مصدری: وہ تعلق جس میں مضاف الیہ کو فعل یا مفعول کی طرح استعمال کیا جائے۔

مثلاً: کھانے پینے کے آداب، بھاگ نکلنے کا راستہ وغیرہ۔

اضافتِ نسبی: وہ تعلق جس سے رشتہ ظاہر ہو۔ مثلاً: احمد کے والد، اُس کے نانا، راجا کا بیٹا وغیرہ۔

جملہ: الفاظ کا وہ مجموعہ جس میں الفاظ اس ترتیب میں ہوں کہ پوری بات سمجھ میں آجائے اُسے جملہ کہتے ہیں۔

مہمل: وہ لفظ یا الفاظ کا مجموعہ جس کا کوئی مطلب نہ ہو اُسے مہمل کہتے ہیں۔

مثلاً: پانی وانی، میں وانی اور چائے وائے میں وائے وغیرہ۔

اجزائے کلام: جملے میں آنے والی چیزوں اور کاموں کے نام اور ان کی خصوصیات بتانے والے الفاظ کو اجزائے کلام کہتے ہیں۔

مبتدا: جس کے بارے میں کوئی بات کہی جائے اُسے مبتدا کہتے ہیں۔

خبر: مبتدا کے بارے میں جو بات کہی جائے اُسے خبر کہتے ہیں۔

مثلاً: مسخرہ دربار میں حاضر ہوا۔ اس جملے میں 'مسخرہ' مبتدا اور 'دربار میں حاضر ہوا' خبر ہے۔

بیانیہ جملہ: وہ جملہ جس میں کوئی بات بیان کی جائے یا کسی بات کا انکار کیا جائے۔

مثلاً: اقبال اردو کے بلند پایہ شاعر گذرے ہیں/ ہمیں بڑوں کا ادب کرنا چاہیے وغیرہ۔

بیانیہ جملہ کہ دو قسم ہے۔ (۱) مثبت بیانیہ جملہ (۲) منفی بیانیہ جملہ۔

مثبت بیانیہ جملہ: وہ جملہ جس میں کوئی بات بیان کی جائے اسے مثبت بیانیہ جملہ کہتے ہیں۔

مثلاً: اقبال اردو کے بلند پایہ شاعر گذرے ہیں۔

منفی بیانیہ جملہ: وہ جس میں کسی بات کا انکار کیا جائے اسے منفی بیانیہ جملہ کہتے ہیں۔

مثلاً: ہم تو ہرگز جھوٹ نہیں بولیں گے۔

استفہامیہ جملہ: ایسا جملہ جس میں کوئی سوال پایا جائے، اس میں سوالیہ انداز حروفِ استفہام کے استعمال سے پیدا ہوتا ہے، ان جملوں کی شناخت کے لیے آخر میں سوالیہ نشان بھی لگاتے ہیں۔

مثلاً: آپ کہاں جانا چاہتے ہیں؟/آپ کس شہر کے رہنے والے ہیں؟ وغیرہ۔

بعض جملے حروفِ استفہام کے بغیر بھی سوالیہ انداز پیدا کر لیتے ہیں۔

مثلاً: شربت منگاؤں آپ کے لیے؟ وغیرہ۔

جملۂ استفہامِ اقراری: استفہامیہ جملہ میں سوال پوچھا جاتا ہے۔لیکن جب سوال نفی میں ہو لیکن جواب معلوم ہو۔(اثباتی جواب) تو اس جملہ کو استفہامِ اقراری کہتے ہیں۔

مثلاً: کیا تم نہیں جانتے آج جمعہ ہے؟/ میں اسے کیسے نہیں بلاتا؟

جملۂ استفہامِ انکاری: ایسا جملہ جس میں سوال ہاں میں کیا گیا ہے لیکن سوال کرنے والا یہ بتانا چاہتا ہے کہ اس کا جواب نفی (یعنی نہیں) میں ہے ایسے جملہ کو جملۂ استفہامِ انکاری کہتے ہیں۔

مثلاً: میں تم لوگوں کو چھوڑ کر کہاں جاؤں گا؟ (یعنی کہیں نہیں جاؤں گا)۔

جملۂ استفہامِ استخباری: ایسا سوالیہ جملہ جس میں سوال کرنے والا کچھ معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے یا کوئی خبر معلوم کرنا چاہتا ہے ایسے جملہ کو استفہامِ استخباری کہتے ہیں۔

مثلاً: تمہارا نام کیا ہے؟/آپ کو امام احمد رضا کی کون سی نعت یاد ہے؟

امریہ جملہ/جملۂ امر: فعل کی ایسی شکل جس میں کسی کام کا حکم دیا جائے، درخواست یا نصیحت کی جائے۔مثلاً: دوڑ کر آؤ/درخت اگاؤ/استاد کا ادب کرو وغیرہ۔

نہیہ جملہ/جملۂ نہی: ایسا جملہ جس میں کسی کام کی ممانعت کی جاتی ہے نہی جملہ کہلاتا ہے۔

مثلاً: پھول مت توڑو/جھوٹ نہ بولو وغیرہ۔

شرطیہ جملہ: ایسا جملہ جس میں کوئی شرط پائی جائے یا حروفِ شرط "جو، جب، اگر" وغیرہ کا استعمال ہوا ہو۔مثلاً: اگر اس سے تمہاری ملاقات ہو/جب وہ تم سے ملے میرا اسلام کہہ دینا وغیرہ۔

فجائیہ جملہ: ایسا جملہ جس میں کسی جذبے کا اظہار کیا گیا ہو۔اس کے آخر میں فجائیہ علامت (!) لگاتے ہیں۔مثلاً: آہا، کتنا پیارا بچہ ہے!/ہائے دوست میں تجھ سے نہ مل سکا! وغیرہ

مفرد جملہ: ایسا جملہ جس میں ایک ہی فعل ہو اور وہ مکمل معنی ادا کرے اسے مفرد جملہ کہتے ہیں۔

مثلاً: میں کل اورنگ آباد جاؤں گا۔

مرکب جملہ: دو یا دو سے زائد فعل کا جملہ جو اپنی جگہ مکمل معنی ادا کرے (یعنی معنی پورے طور پر ادا کرنے کے لیے دوسرے فعل کے دوسرے فقرے کا محتاج نہ ہو) اسے مرکب جملہ کہتے ہیں۔

ایسے جملے کو حروفِ عطف سے جوڑتے ہیں۔

مثلاً: امام احمد رضا کا نعتیہ کلام سن کر لوگ جھوم اُٹھتے ہیں اور بے ساختہ دل سے سبحان اللہ کی داد نکلتی ہے/ہم بازار گئے اور آم خریدا۔

مخلوط جملہ: ایسا جملہ جس میں ایک سے زیادہ فعل ہوں اور ایک فعل کا فقرہ معنی مکمل کرنے کے لیے دوسرے فعل کے فقرے کا محتاج ہو اسے مخلوط جملہ کہتے ہیں۔

مثلاً: یوں تو غالبؔ اردو کے بہت بڑے شاعر گذرے ہیں لیکن مجھے اقبالؔ پسند ہیں۔

معاون فقرہ: مرکب جملہ دو یا دو سے زیادہ آزاد فقروں سے مل کر بنتا ہے جو اپنی جگہ معنی مکمل طور پر ادا کرتے ہیں۔ان فقروں کو معاون فقرہ کہتے ہیں۔

مثلاً: امام احمد رضا کا نعتیہ کلام سن کر لوگ جھوم اُٹھتے ہیں اور بے ساختہ دل سے سبحان اللہ کی داد نکلتی ہے

۔

(۱) امام احمد رضا کا نعتیہ کلام سن کر لوگ جھوم اُٹھتے ہیں

(۲) اور بے ساختہ دل سے سبحان اللہ کی داد نکلتی ہے۔

خاص فقرہ: مخلوط جملہ دو یا دو سے زیادہ فقروں کا مجموعہ ہوتا ہے۔جس میں ایک خاص فقرہ ہوتا ہے جو معنی مکمل کرنے کے لیے اپنے تابع فقرے کا محتاج نہیں ہوتا۔

مثلاً: یوں تو غالبؔ اردو کے بہت بڑے شاعر گذرے ہیں لیکن مجھے اقبالؔ پسند ہیں۔اس جملے میں خاص فقرہ "یوں تو غالبؔ اردو کے بہت بڑے شاعر گذرے ہیں" ہے کیوں کہ یہ معنی مکمل کرنے کے لیے اگلے فقرے کا محتاج نہیں ہے۔

تابع فقرہ: مخلوط جملہ کا وہ فقرہ جو معنی مکمل کرنے میں خاص فقرہ کی مدد کرتا ہے اسے تابع فقرہ

کہتے ہیں۔

مثلاً: یوں تو غالبؔ اردو کے بہت بڑے شاعر گذرے ہیں لیکن مجھے اقبالؔ پسند ہیں۔اس جملے میں یہ فقرہ ”مجھے اقبال پسند ہیں“ معنی مکمل کرنے میں خاص فقرہ کی مدد کر رہا ہے اس لیے یہ تابع فقرہ ہے۔

اسمی فقرہ: مخلوط جملہ میں تابع فقرے چوں کہ اسم کا کام دیتے ہیں اس لیے انھیں اسمی فقرہ کہتے ہیں۔مثلاً: یوں تو غالبؔ اردو کے بہت بڑے شاعر گذرے ہیں لیکن مجھے اقبالؔ پسند ہیں۔خط کشیدہ اسمی فقرہ ہے۔

توصیفی فقرہ: مخلوط جملوں میں تابع فقرے، خاص فقرے کے بارے میں کوئی بات بیان کرتے ہیں اس لیے تابع فقرے کو توصیفی فقرہ بھی کہتے ہیں۔

مثلاً: یوں تو غالبؔ اردو کے بہت بڑے شاعر گذرے ہیں لیکن مجھے اقبالؔ پسند ہیں۔خط کشیدہ فقرہ۔

اسم: ایسے الفاظ جو کسی شخص، شَے یا مقام کا نام بتائیں اسم کہلاتے ہیں۔

مثلاً: آدمی، خاتون، استاد وغیرہ ”شخص“ کے نام ہیں۔کتاب، پتھر، ہوا، پانی وغیرہ ”شَے“ کے نام ہیں۔گھر، میدان، مسجد، سمندر وغیرہ ”مقام“ کے نام ہیں۔

اسمِ عام: ایسے اسم جن سے کوئی عام شخص، شَے یا مقام کا نام ظاہر ہو۔

مثلاً: لڑکی، کتاب، دریا وغیرہ۔

اسمِ خاص: ایسے اسم جن سے کوئی خاص شخص، شَے یا مقام کا نام ظاہر ہو۔

مثلاً: تاج محل، محمد انور، احمد رضا، ثنا فردوس، دریائے گنگا وغیرہ۔

اسمِ کیفیت: وہ اسم جسے ہم صرف محسوس کر سکتے ہیں۔

مثلاً: بچپن، جوانی، گرمی، کمزوری، خاموشی وغیرہ۔

اسمِ مادّہ: وہ اسم جو مادّے سے بنے ہوں اور قدرتی طور پر پائے جاتے ہوں۔

مثلاً: دودھ، گیہوں، لوہا، سونا، چاندی وغیرہ۔

اسمِ عددی: وہ اسم جس سے تعداد یا گنتی ظاہر ہو۔مثلاً: دس، بارہ، پہلا، دوسرا وغیرہ۔

اسمِ غیر عددی: وہ اسم جنھیں گنا نہیں جاسکتا۔مثلاً: کئی، بہت، سونا، چاندی وغیرہ۔

اسمِ جمع: وہ اسم جو شخص، شَے یا مقام کے مجموعے کا نام ہو۔مثلاً: فوج، جماعت، بھیڑ، قوم وغیرہ۔

اسمِ آلہ: وہ اسم جو کسی اوزار یا ہتھیار کا معنی دے۔مثلاً: قلم، چاقو، بندوق وغیرہ۔

اسمِ استفہام: سوال کے لیے استعمال ہونے والے الفاظ۔مثلاً: کیا، کب، کیوں، کیسے وغیرہ۔

اسمِ اشارہ: وہ اسم جس سے کسی طرف اشارہ کیا جائے۔مثلاً: وہ، یہ، ان وغیرہ۔

اسمِ تصغیر: وہ اسم جن میں چھوٹے پن کے معنی پائے جائیں۔مثلاً: پہاڑی، ڈبیا، کتا بچہ وغیرہ۔

اسمِ مکبّر: وہ اسم جس میں بڑائی کے معنی پائے جائیں۔مثلاً: بات سے باتونی وغیرہ۔

اسمِ جامد: وہ اسم جس میں کسی اور حرف، لفظ یا اس کا جز شامل نہ ہو۔مثلاً: کٹورا، میز، کاغذ وغیرہ۔

اسمِ مشتق: وہ اسم جس میں کسی اور حرف، لفظ یا اس کا جز شامل ہو۔

مثلاً: دوست سے دوستی، سرد سے سردی وغیرہ۔

اسمِ جنس: وہ اسم جو کسی جنس کے لیے بولا جائے۔مثلاً: ہرن، فاختہ وغیرہ۔

اسمِ حالیہ: وہ اسم جس سے فاعل یا مفعول کی حالت معلوم ہو۔مثلاً: دوڑتا ہوا، لکھتا ہوا وغیرہ۔

اسمِ ذات: وہ اسم جس سے کسی ایک شَے کی حقیقت دوسری اشیا سے الگ سمجھی جائے اور اس سے کوئی وصف معلوم نہ ہو۔مثلاً: اونٹ، ہاتھی، گھوڑا وغیرہ۔

اسمِ صفت: وہ اسم جس سے کسی شَے کی خصوصیت، خوبی یا برائی ظاہر ہو۔

مثلاً: سچا، جھوٹا، کالا، گورا وغیرہ۔

اسمِ ضمیر: وہ اسم جو نام کی جگہ استعمال کیا جائے۔مثلاً: تم، ان، اس، وہ وغیرہ۔

اسمِ ظرف: وہ اسم جس میں زمانہ یا جگہ کے معنی پائے جائیں، اگر زمانے کے معنی ہوں تو ظرفِ زمان اور اگر جگہ کے معنی میں ہوں تو ظرفِ مکان کہیں گے۔مثلاً: صبح، شام، دن، رات ظرفِ زمان، مسجد، گھر، مدرسہ، سرائے ظرفِ مکان ہیں۔

اسمِ عَلَم: وہ اسم جو کسی خاص شخص، شے یا مقام کا نام ہوتا ہے۔
مثلاً: لال قلعہ، احمد رضا، چاند وغیرہ۔

اسمِ فرضی: فرض کیا ہوا نام۔ کہانی، ناول، افسانے یا ڈرامے کے فرضی کرداروں کے نام۔

اسمِ معاوضہ: وہ اسم جو کسی کام کی اُجرت کے معنی دے۔ مثلاً: دُھلائی، سلائی، رنگائی وغیرہ۔

اسمِ معرفہ: وہ اسم جو کسی خاص شخص مقام یا چیز کا نام ہو۔ مثلاً: حامد، لاہور، تختِ طاؤس وغیرہ۔

اسمِ نکرہ: وہ اسم جو ایک ہی قسم کی تمام چیزوں پر بولا جائے۔ مثلاً: آدمی، کتاب، آم وغیرہ۔

اسمِ فاعل: وہ اسم جو مصدر بنے اور فاعل کا معنی دے۔ مثلاً: آنے والا، گانے والا وغیرہ۔

اسمِ مفعول: وہ اسم جو مصدر بنے اور مفعول کے معنی دے۔ مثلاً: مقتول، مقبول وغیرہ۔

ضمیر: جو لفظ اسم کی بجائے استعمال ہوتا ہے اُسے ضمیر کہتے ہیں۔

ضمیرِ اشارہ: ضمیر کے اشارہ کے لیے استعمال ہونے والا لفظ ضمیرِ اشارہ کہلاتا ہے۔
مثلاً: یہ، وہ، اُن، اُس وغیرہ۔

ضمیرِ اضافی: وہ ضمیر جس کا تعلق ضمیر سے ہوتا ہے اُسے ضمیرِ اضافی کہتے ہیں۔

مُشارٌ الیہ: ضمیرِ اشارہ جس اسم کی طرف اشارہ کرتی ہے اسے مُشارٌ الیہ کہتے ہیں۔

ضمیرِ تملیکی: وہ ضمیر جو ملکیت ظاہر کرے ضمیرِ تملیکی کہلاتی ہے۔ مثلاً: میرا، تیرا، ہمارا وغیرہ۔

ضمیرِ شخصی: وہ ضمیر جو حاضر، غائب یا متکلّم کے لیے استعمال کی جاتی ہے۔
مثلاً: میں، ہم، وہ، تم، آپ وغیرہ۔

ضمیرِ موصولہ: وہ ضمیر جو کسی اسم کی بجائے استعمال ہوتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہمیشہ ایک جملہ ہوتا ہے جس میں اس کے اسم کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً: ضمیرِ موصولہ صرف ''جو'' ہے جس کی مختلف حالتیں یہ ہیں۔

جس نے - جنہوں نے، جس کو یا جسے - جن کو یا جنھیں، جس کا - جن کا، جس کی - جن کی۔

ضمیرِ تنکیر: وہ ضمیر جو غیر معین اشخاص یا اشیا کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ ان کی تعداد دو ہے 'کوئی'

اور 'کچھ'۔

ضمیرِ فاعلی: وہ ضمیر جو بہ طور فاعل استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً: ہم گھر کی صفائی کریں گے۔

ضمیرِ مشترک: اپنا، اپنی اور اپنے ضمیرِ اضافی ہیں لیکن جب یہ ضمیریں متکلم، مخاطب اور غائب تینوں کے لیے استعمال ہوتی ہیں تو انھیں ضمیرِ مشترک کہتے ہیں۔

ضمیرِ تعظیمی: وہ ضمیر جو عمر، عہدہ یا مرتبے کی وجہ سے احتراماً استعمال کی جائے۔ ''آپ'' ضمیرِ تعظیمی ہے۔

ضمیرِ غائب واحد: وہ ضمیر جو غیر موجود واحد کے لیے استعمال ہو۔ مثلاً: وہ، اُس وغیرہ۔

ضمیرِ غائب جمع: وہ ضمیر جو غیر موجود جمع کے لیے استعمال ہو۔ مثلاً: اُن۔

ضمیرِ متکلم واحد: وہ ضمیر جو واحد متکلم کے لیے استعمال ہو۔ مثلاً: میں یا میرا۔

ضمیرِ متکلم جمع: وہ ضمیر جو جمع متکلم (بات کرنے والے) کے لیے استعمال ہو۔ مثلاً: ہم یا ہمارا۔

ضمیرِ مخاطب واحد: وہ ضمیر جو واحد مخاطب کے لیے استعمال ہو۔ مثلاً: تو، تیرا یا آپ۔

ضمیرِ مخاطب جمع: وہ ضمیر جو ایک سے زیادہ افراد سے خطاب کے لیے استعمال ہو۔
مثلاً: تم، تمہارا یا آپ۔

صفت: اسم کی اچھائی یا برائی بتانے والے لفظ کو صفت کہتے ہیں۔
مثلاً: امام احمد رضا بہت بڑے عاشقِ رسول گذرے ہیں۔ اس جملہ میں خط کشیدہ صفت ہے۔

موصوف: جس اسم کی صفت بیان کی جائے اُسے موصوف کہتے ہیں۔
مثلاً: صفت کے تحت بیان کیے گئے جملے میں امام احمد رضا، موصوف ہے۔

صفتِ ذاتی: موصوف کی اندرونی یا ذاتی خصوصیت بتانے والی صفت کو صفتِ ذاتی کہتے ہیں۔
مثلاً: علامہ فضلِ حق خیرآبادی سچے محبِ وطن تھے/ خوب صورت لڑکا/ لال گلاب/ صاف پانی وغیرہ۔

صفتِ ضمیری: اسم سے پہلے آنے والی ضمیر کو صفتِ ضمیری کہتے ہیں۔

مثلاً: ''وہ گلاب بہت خوب صورت ہے'' میں ''وہ'' صفتِ ضمیری ہے۔ یہ، جو، کون، کیا وغیرہ بھی صفتِ ضمیری کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

صفتِ عددی: موصوف سے متعلق عدد بتانے والی صفت کو صفتِ عددی کہتے ہیں۔

مثلاً: ایک، دو، تین، پہلا، دگنا، کئی، چند، کچھ وغیرہ۔

صفتِ مقداری: موصوف سے متعلق مقدار بتانے والی صفت کو صفتِ مقداری کہتے ہیں۔

مثلاً: کم، زیادہ، بہت وغیرہ۔

صفتِ نسبتی: موصوف کے کسی دوسری شَے سے نسبت یا تعلق ظاہر کرنے والی صفت کو صفتِ نسبتی کہتے ہیں۔ مثلاً: ہندوستانی، عربی، ایرانی، افغانی، بریلوی وغیرہ۔

فاعل: کام کرنے والے کو فاعل کہتے ہیں۔ مثلاً: اختر نے سیب کھایا۔ میں ''اختر'' فاعل ہے۔

علامتِ فاعلی: جب بھی جملے کا زمانہ ماضی مطلق ہو اور اس میں مفعول بھی موجود ہو تو فاعل کے بعد لفظ 'نے' کا استعمال کرتے ہیں، اسے علامتِ فاعلی کہتے ہیں۔

مثلاً: اختر نے سیب کھایا۔ میں ''نے'' علامتِ فاعلی ہے۔

مفعول: وہ اسم یا شَے جو فعل کا اثر ظاہر کرے یعنی جس پر کام واقع ہو رہا ہو اُسے مفعول کہتے ہیں۔ مثلاً: محمود نے کتاب خریدی۔ اس جملے میں کتاب مفعول ہے۔

علامتِ مفعولی: زمانہ ماضی مطلق میں مفعول سے پہلے لفظ 'کو' استعمال کیا جاتا ہے اسے علامتِ مفعولی کہتے ہیں۔

مثلاً: ماں نے بچے کو خوب مارا۔ میں 'کو' علامتِ مفعولی ہے۔

حالتِ مفعولی: جملے میں وہ لفظ جو بطورِ مفعول استعمال ہوتا ہے اسے حالتِ مفعولی کہتے ہیں۔

مثلاً: محمود نے کتاب خریدی۔ اس جملے میں کتاب حالتِ مفعولی ہے۔

مفعولِ ثانی: ایک فعل کا اگر دو مفعول ہو تو دوسرے مفعول کو مفعولِ ثانی کہتے ہیں۔

مثلاً: عبدالکریم نے پینسل سے کاغذ پر لکھا۔ اس جملے میں کاغذ مفعولِ ثانی ہے۔

مفعول فیہ: وہ مفعول جو وقوعِ فعل کے مکان یا زمانے پر دلالت کرے یعنی جس میں فاعل کا

فعل واقع ہوا ہو۔

مثلاً: سبطین نے صبح گھر پر سبق یاد کیا۔ اس جملے میں 'صبح' اور 'گھر' مفعول فیہ ہیں۔

مفعول لہٗ: وہ مفعول جو فعل کے سبب پر دلالت کرے۔

مثلاً: حامد نے کتاب پڑھنے کے لیے مانگی۔

مفعولِ مطلق: وہ حاصلِ مصدر جو بہ طورِ مفعول فعل کے ساتھ مذکور ہو۔ مثلاً: تم کیسی چال چلتے ہو؟

مفعول معہٗ: وہ مفعول جو ہمیشہ مفعول بہٖ کا شریکِ حال ہو۔

مثلاً: حیدر نے کاظم کے ساتھ کھانا کھایا۔

مفعول منہٗ: وہ مفعول جو فعل کے آلہ ہونے پر دلالت کرے۔

مثلاً: بڑھئی نے آری سے لکڑی کاٹی۔ اس جملے میں ''آری''

فعل: جملے کا وہ کلمہ جس میں کسی کام کے کرنے یا ہونے کا اظہار پایا جائے اسے فعل کہتے ہیں۔

مثلاً: چلیے نئے جوتے خریدلاتے ہیں / صالحہ پیاز کاٹ رہی ہے۔

مصدر: ایسا لفظ جس سے فعل (کسی کام کا کرنا یا ہونا ظاہر ہو) اور صیغے مشتق ہوں اُسے مصدر کہتے ہیں۔ اردو میں مصدر کے آخر میں ''نا'' ہوتا ہے اور اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا۔

مثلاً: آنا، جانا، لانا وغیرہ۔ لیکن سونا، چونا یہ مصدر نہیں کیوں کہ ان سے کسی کام کا ہونا یا کرنا نہیں پایا جاتا۔

مصدرِ اصلی (وضعی): وہ مصدر جسے اہلِ زبان نے مصدر ہی کے لیے وضع کیا ہو۔

مثلاً: بونا، کہنا، جانا وغیرہ۔

مصدرِ غیر وضعی: وہ مصدر جن میں دوسری زبانوں کے الفاظ پر علامتِ مصدری بڑھا کر مصدر بنالیا گیا ہو۔ مثلاً: دعا کرنا، خوش ہونا، آزمانا وغیرہ۔

مصدرِ لازم: وہ مصدر جو صرف فاعل کو چاہے۔ مثلاً: دوڑنا، سونا وغیرہ۔

مصدرِ متعدی: وہ مصدر جو فاعل اور مفعول دونوں کو چاہے۔ مثلاً: کھانا، لکھنا وغیرہ۔

تمیز: ایسے لفظ یا الفاظ جو کسی اسم یا فقرہ سے شک یا ابہام دور کریں۔

مثلاً: زید علم کے اعتبار سے بڑا ہے۔

حاصلِ مصدر: وہ لفظ جو کسی فعل کی کیفیت، اثر یا نتیجہ ظاہر کرے۔ عموماً مصدر میں مصدر کی علامت (نا) حذف کر کے جو لفظ بناتے ہیں۔ حاصلِ مصدر کہلاتے ہیں۔

مثلاً: جلنا سے جلن، چبھنا سے چبھن، چلنا سے چلن وغیرہ۔

فعلِ لازم: ایسا جملہ جو مفعول کے بغیر اپنا معنی مکمل کر لے۔ مثلاً: ہوا چلی/ تنزیل آیا۔

فعلِ متعدی: ایسا جملہ جس میں فعل اپنے مفہوم کو پورا کرنے کے لیے مفعول کا محتاج ہو یعنی ایسا جملہ جس میں فعل، فاعل اور مفعول تینوں مذکور ہوں۔

مثلاً: ''فضیلہ نے امرؤد خریدے'' میں فاعل ''فضیلہ'' فعل ''خریدے'' مفعول ''امرؤد'' ہے۔

فعلِ معرُوف: جملے میں ایسا فعل جس کا فاعل معلوم ہو۔

مثلاً: ''مصفّا نے پھول سونگھا'' میں فعل ''سونگھا'' کا فاعل ''مصفّا'' ہے۔

فعلِ مجہُول: جملہ میں ایسا فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو۔ مثلاً: ''قلم تقسیم کیے گئے'' میں فاعل نامعلوم ہے۔

فعلِ ناقص: جملے میں وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا نہیں بل کہ صرف ہونا ظاہر ہو۔ یعنی ایسا جملہ جس میں فاعل اور مفعول نامعلوم ہوں۔

مثلاً: ''ہوا تیز ہے'' ''یہ کون تھا؟'' اور ''ایسا ہی ہوگا'' ان جملوں میں فاعل اور مفعول نامعلوم ہیں۔

متعلق فعل: وہ لفظ یا الفاظ کا مجموعہ جو فعل کے بارے میں بتائے کہ کام کہاں، کب یا کیسے ہوا ہے؟ متعلق فعل کو تمیز بھی کہتے ہیں۔ مثلاً: ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا آیا/ جلدی سے اُٹھو اور پڑھنے بیٹھو۔

زمانی متعلق فعل: کام کیے جانے کا وقت یا زمانہ کا اظہار کرنے والے الفاظ کو زمانی متعلق فعل کہتے ہیں۔ مثلاً: امام احمد رضا کی وفات ۱۹۲۱ء کو ہوئی۔/ کولمبس نے ۳/ اگست ۱۴۴۲ء کو سفر

شروع کیا۔ ان جملوں میں خط کشیدہ سے زمانے کا اظہار ہو رہا ہے۔

مکانی متعلق فعل: کام کے کرنے کی جگہ کا علم جن الفاظ سے ہوتا ہے انھیں مکانی متعلق فعل کہتے ہیں۔ مثلاً: کولمبس محسوس کر رہا تھا کہ اس کا قافلہ جزائرِ غرب الہند کے قریب پہنچنے والا ہے۔

طَوری متعلق فعل: کام کے طریقے کا اظہار کرنے والے فعل کو طوری متعلق فعل کہتے ہیں۔

مثلاً: عرفان آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اسٹیج پر گیا/ وہ بڑے اعتماد سے پڑھنے لگا۔

سببی متعلق فعل: کام کا سبب بتانے والے الفاظ کو سببی متعلق فعل کہتے ہیں۔

مثلاً: بیمار بچے کا جی بہلانے کے لیے قاسم نے چوری کی تھی۔

مرکب فعل: بات میں زور پیدا کرنے کے لیے یا کلام میں حسن و خوبی پیدا کرنے کے لیے جب ایک سے زیادہ فعل کا استعمال کیا جاتا ہے تو اسے مرکب فعل کہتے ہیں۔

مثلاً: عرفان بڑے اعتماد سے پڑھتا رہا۔ پڑھتا + رہا

اصل فعل: مرکب فعل میں وہ فعل 'اصل فعل' ہوتا ہے جس پر اظہارِ مدعا کا دار و مدار ہوتا ہے۔

مثلاً: عرفان بڑے اعتماد سے پڑھتا رہا۔ اصل فعل = پڑھتا

امدادی فعل: مرکب فعل میں وہ فعل جو کلام میں حسن و خوبی یا زور پیدا کرتا ہے اسے امدادی فعل کہتے ہیں۔ مثلاً: عرفان بڑے اعتماد سے پڑھتا رہا۔ امدادی فعل = رہا

زمانے: فعل کام کو کہتے ہیں اور کام کا تعلق وقت سے ہوتا ہے کام واقع ہونے کے وقت کو زمانہ کہتے ہیں۔ ہر زبان کے عملی قواعد میں زمانے کی تین قسمیں (۱) ماضی (۲) حال اور (۳) مستقبل ہیں۔

زمانۂ ماضی: ایسا جملہ جس میں فعل کا تعلق گذرے ہوئے زمانے سے ہو اُسے زمانۂ ماضی کہتے ہیں۔ مثلاً: ایک بزرگ غار میں بیٹھے عبادت کر رہے تھے۔

ماضی مطلق: ایسا جملہ جس میں فعل سے یہ ظاہر ہو کہ کام گذرے ہوئے زمانے میں ہوا ہے لیکن وقت کا تعین نہ ہو اسے ماضی مطلق کہتے ہیں۔ مثلاً: میمونہ نے سیب کھایا۔

ماضی استمراری: ایسا جملہ جس میں فعل سے یہ ظاہر ہو کہ کام گذرے ہوئے زمانے میں بار بار

ہوا ہو اسے ماضی استمراری کہتے ہیں۔ مثلاً: وہ بزرگوں کا بہت احترام کرتے تھے۔

ماضی ناتمام: ایسا جملہ جس میں فعل سے یہ ظاہر ہو کہ کام گذرے ہوئے زمانے میں مکمل نہیں ہوا بل کہ جاری تھا اسے ماضی ناتمام کہتے ہیں۔ مثلاً: بارش ہوتی رہی اور ہم بھیگتے رہے۔

ماضی بعید: ایسا جملہ جس میں فعل سے یہ ظاہر ہو کہ کام کو ختم ہوئے کافی عرصہ بیت چکا ہے اسے ماضی بعید کہتے ہیں۔ مثلاً: میمونہ سیب کھا چکی تھی۔

ماضی شکی یا احتمالی: ایسا جملہ جس میں فعل سے کام کے ہونے کا امکان (گذرے ہوئے زمانے میں) شک کے ساتھ پایا جائے اسے ماضی شکی یا احتمالی کہتے ہیں۔ مثلاً: اس نے سبق پڑھا ہوگا۔

ماضی تمنائی: ایسا جملہ جس میں فعل سے کام کے ہونے کا امکان گذرے ہوئے زمانے میں آرزو یا تمنا کے ساتھ پایا جائے اسے ماضی تمنائی کہتے ہیں۔ مثلاً: کاش! ہم نے سبق پڑھا ہوتا۔

ماضی شرطیہ: ایسا جملہ جس میں فعل سے کام کے ہونے کا امکان گذرے ہوئے زمانے میں شرط کے ساتھ پایا جائے اسے ماضی شرطیہ کہتے ہیں۔

مثلاً: وہ میری بات سنتا تو اس مصیبت میں نہ پڑتا۔

زمانۂ حال: ایسا جملہ جس میں فعل کا تعلق موجودہ زمانے سے ہو اُسے زمانۂ حال کہتے ہیں۔

مثلاً: ثقلین اپنا گھر کام کر رہا ہے۔

حالِ مطلق: جملے میں ایسا فعل جس سے یہ ظاہر ہو کہ کام کا واقع ہونا موجودہ زمانے سے تعلق رکھتا ہے لیکن کام ہونے کے وقت کا تعین نہ کیا جاسکے۔ مثلاً: وہ لکھتا ہے۔

حالِ تمام: جملے میں ایسا فعل جس سے یہ ظاہر ہو کہ کام موجودہ زمانے میں ابھی ابھی ختم ہوا ہے۔

مثلاً: یہ گھر میں نے خرید لیا ہے۔/ وہ پیار کی مہک چھوڑ کر جا چکا ہے۔

حالِ ناتمام: جملے میں ایسا فعل جس سے یہ ظاہر ہو کہ کام ابھی ختم نہیں ہوا ہے بل کہ جاری ہے۔

مثلاً: دشمن کی فوج پیش قدمی کر رہی ہے۔/ باغ میں کلیاں کھل رہی ہیں۔

حالِ احتمالی: زمانہ حال کے کسی فعل میں شک پایا جائے تو اسے حالِ احتمالی کہتے ہیں۔

مثلاً: ممکن ہے تسنیم سو رہی ہو/ شاید تنزیل آیا ہو۔

زمانۂ مستقبل: ایسا جملہ جس میں فعل کا تعلق آیندہ زمانے سے ہو اُسے زمانۂ مستقبل کہتے ہیں۔

مثلاً: ہم سب مدینۂ منورہ جائیں گے۔

مستقبل مطلق: فعل کا وہ زمانہ جو آنے والے زمانے میں کسی وقت کام کا ہونا ظاہر کرے اُسے مستقبلِ مطلق کہتے ہیں۔ مثلاً: قیامت کے دن ہم اللہ تعالیٰ کو کیا منہ دکھائیں گے؟

مستقبل تمام: فعل کا وہ زمانہ جس میں آنے والے وقت میں کام کے مکمل ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

مثلاً: آپ جب گھر جائیں گے تو مہمان جا چکے ہوں گے۔

مستقبل ناتمام: فعل کا وہ زمانہ جس میں آنے والے وقت میں کام کے جاری رہنے کا پتہ چلتا ہے۔ مثلاً: میں ہر حال میں محنت کرتا رہوں گا۔

مضارع: فعل کی ایسی شکل جس سے زمانے کا پتا نہیں چلتا، یعنی حال، ماضی، مستقبل معلوم نہیں ہوتا اُسے مضارع کہتے ہیں۔ مثلاً: بہتر یہی ہے کہ بزرگوں کی ہدایت پر عمل کیا جائے۔

مضارع تمنائی: وہ مضارع جس میں خواہش، تمنا، آرزو یا دُعا پائی جائے اسے مضارع تمنائی کہتے ہیں۔ مثلاً: میرے دکھ کی دوا کرے کوئی۔

واحد جمع: حروف کے بامعنی مجموعے کو لفظ کہتے ہیں۔ لفظ کبھی اسم، اسمِ عام، اسمِ خاص، ضمیر، صفت، مذکر، مؤنث یا الفاظ ضد کی صورت میں آسکتا ہے۔ اگر ایک لفظ ایک کے معنی میں ہے تو اسے ''واحد'' اور ایک سے زیادہ کے معنی میں ہے تو اسے ''جمع'' کہتے ہیں۔

مثلاً: علم: علوم، کتاب: کتب، عالم: علما، کلی: کلیاں وغیرہ۔

جمعِ تعظیمی: والدین، اساتذہ اور دوسرے بزرگوں سے خطاب کرتے وقت ان کے ادب کا خیال رکھا جاتا ہے اس لیے والد صاحب سے 'تم کیا پڑھ رہے ہو؟' پوچھنے کی بجائے 'آپ کیا پڑھ رہے ہیں؟' پوچھا جاتا ہے۔ اسی طرح 'دادا جان حج کے لیے جا رہے ہیں / دادی مسکرا کر

بولیں۔ان جملوں میں ''آپ''اور''جارہے ہیں/ بولیں'' جمعِ تعظیمی کی مثالیں ہیں۔

الفاظ ضد: بہت سارے الفاظ وہ اسم یا صفت ہوتے ہیں جن کے اُلٹ معنی کے الفاظ بھی ہیں۔انھیں ان الفاظ کی ضد کہتے ہیں۔مثلاً: سرد: گرم، جنت: جہنم، صحیح: غلط وغیرہ۔

مذکر: وہ اسم جو'نر'مانے جاتے ہیں،انھیں مذکر کہا جاتا ہے۔مثلاً: لڑکا، کتّا، ہاتھی، تکیہ وغیرہ۔

مؤنث: وہ اسم جو'مادہ'مانے جاتے ہیں،انھیں مؤنث کہا جاتا ہے۔

مثلاً: لڑکی، عورت، کرسی، چڑیا، میز وغیرہ۔

بے جان مذکر: 'نر'مانے جانے والی بے جان چیزیں بے جان مذکر کہلاتی ہیں۔

مثلاً: تکیہ، درخت، کپڑا، گھر وغیرہ۔

بے جان مؤنث: 'مادہ'مانے جانے والی بے جان چیزیں بے جان مؤنث کہلاتی ہیں۔

مثلاً: کرسی، میز، کتاب، ساڑی وغیرہ

{............}

ڈاکٹر محمد حسین مُشاہدؔ رضوی بہ یک نظر

نام: محمد حسین

ولدیت: عبدالرشید برکاتی

قلمی نام: محمد حسین مُشاہدؔ رضوی

ولادت: محرم الحرام 1400ئ/ دسمبر 1979ء

تعلیمی لیاقت: ایم۔اے، ڈی۔ایڈ، پی۔ایچ۔ڈی، یوجی سی-نیٹ،

مشاغل: سیرت، قرآنیات، احادیث، شاعری، تنقید و تحقیق اور مذہبی ادب کا مطالعہ

ملازمت: ضلع پریشد اردو پرائمری اسکول، نیاے ڈونگری، تعلقہ ناندگاوں، ضلع ناشک (2002ء سے تا حال)

مطبوعات:
چہل حدیث مع گلدستۂ احادیث
اردو کی دل چسپ اور غیر معروف صنعتیں
لمعاتِ بخشش (نعتیہ دیوان)
تذکرۂ مجیب
عملی قواعدِ اردو
فکرِ رضا کے ادبی جواہر پارے
سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش طبعی
جنگِ آزادی 1857ء کا فتواے جہاد اور علامہ فضل حق کا قائدانہ کردار
تشطیراتِ بخشش (شعری مجموعہ)
شادی کا اسلامی تصور

اعزازات: بارہویں جماعت میں اردو مضمون میں ٹاپ،

(ایوارڈ من جانب مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی)

بی۔اے میں اردو مضمون میں ٹاپ،

(ایوارڈ من جانب مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی)

ایم۔اے میں اردو مضمون میں ٹاپ،

(ایوارڈ من جانب مہاراشٹر اسٹیٹ اردو اکیڈمی)

ایوارڈ منجانب کل ہند تنظیم اردو اساتذہ ناشک ڈویژن

برائے ادبی وتدریسی خدمات

حجۃ الاسلام ایوارڈ برائے پی۔ایچ۔ڈی،

من جانب تنظیم نوجوانانِ اہل سنت، اورنگ آباد

فخرِ سنیت ایوارڈ برائے پی ایچ ڈی،

من جانب رقیہ جبین ایجوکیشنل سوسائٹی، مالیگاؤں

وقارِ قلم ایوارڈ برائے پی ایچ ڈی،

من جانب، ترقی اردو ہند، شاخ مالیگاؤں

فیضانِ رشید ایوارڈ برائے پی ایچ ڈی،

من جانب نوجوانانِ بزمِ حق، نیاے ڈونگری

توصیفی سند، سپاس نامہ و اعزاز برائے پی ایچ ڈی،

من جانب جامعہ غوثیہ نجم العلوم، ممبئی

رابطہ: سروے نمبر 39، پلاٹ نمبر 14، نیا اسلام پورہ، مالیگاؤں

(ضلع ناشک)، 423203

موبائل: 09420230235 / 09021761740

ای-میل: mushahidrazvi79@gmail.com